Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

# سیّد امتیاز علی تاج کے اسٹیج ڈراموں کا فنی، فکری اور لسانی مطالعہ
# (سیّد امتیاز علی تاج کی زندگی میں سٹیج ہونے والے ان کے تین ترجمہ شدہ ریڈیو ڈرامے)

۱۔ ڈاکٹر محمد نوید

۲۔ ڈاکٹر طاہرہ صدیقہ

3۔ راؤ محمد عمر

*ABSTRACT*

*Syed Imtiaz Ali Taj was attached with the theatre from student life. His critical articles written on acting, drama writing, research and editing regarding Urdu stage drama will alenays being appreciated. When Taj sb. Joined Radio Pakistan he translated in Urdu many One Act plays from other languages and some of them were performed on the stage . These plays are creative translations. In this article an artistic, thoughtful and linguistic study of his stage performed plays like "Mera Qatil","Box aur Cox" and " Gungi Juro"is presented .*

کلیدی الفاظ:

سیّد امتیاز علی تاج، اسٹیج ڈرامہ، تراجم، الحمرا آرٹس کونسل لاہور، میرا قاتل، باکس اور کاکس، گونگی جورو، ریڈیو ڈرامہ۔

سیّد امتیاز علی تاج (۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۷۰ء) زمانہ طالب علمی سے تھیٹر سے وابستہ تھے۔ اداکاری، ڈرامہ نگاری، تحقیق و تدوین اور اردو ڈرامے اسٹیج پر تنقیدی مضامین لکھے جو ہمیشہ قابل تحسین رہیں گے۔ سیّد امتیاز علی تاج جب ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہوئے تو بہت سے یک بابی کھیل دوسری زبانوں سے ترجمہ کر کے اردو میں پیش کیے۔ انہی میں سے کچھ کھیل اسٹیج پر بھی پیش ہوئے۔ یہ کھیل تخلیقی نوعیت کے تراجم ہیں۔ یہاں اس مقالے میں اسٹیج پر پیش ہونے والے، ان کے پہلے تین اسٹیج ڈراموں میرا قاتل، باکس اور کاکس اور، گونگی جورو کا فنی و فکری اور لسانی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

کلاسیک اردو اسٹیج ڈرامے کی تدوین و اشاعت کا جو سلسلہ سیّد امتیاز علی تاج نے شروع کیا وہ قابل فخر ہے۔ اردو اسٹیج ڈرامے کے حوالے سے ان کے تنقیدی اور تحقیقی مضامین بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

---

* صدرِ شعبہ اُردو، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت بلتستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، کنئیرڈ کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور

*** پی ایچ ڈی اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس کے ساتھ انھوں نے پاکستانی اردو اسٹیج ڈرامے کو تراجم کی ایک پختہ روایت بخشی۔ ان کے ترجمہ شدہ ڈرامے اگرچہ ریڈیو کے لیے تھے لیکن ان میں سے کچھ ڈرامے سٹیج کی زینت بھی بنے۔ سید امتیاز علی تاج پاکستان آرٹس کونسل کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں اردو سٹیج ڈرامے کے فروغ میں ان کا اہم کردار رہا ہے۔ اس مقالے میں ان کے اسٹیج ہونے والے پہلے تین ڈراموں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ ”میرا قاتل“، فروری۱۹۵۷ء،("Who killed me" by Lucien Chantel)

۲۔ ”باکس اور کاکس“، فروری۱۹۵۷ء،("Cox and Box" by John Maddison Morton)

۳ ”گونگی جورو“، نومبر۱۹۵۷ء، ("Dume Wife Cheapside" by Ashley Dukes)۱؎

الحمرا لاہور آرٹس کونسل کی پرانی عمارت میں ایک چھوٹا سا ہال تھا۔ جسے ”منی بس“ کہا جاتا تھا۔ اس ہال میں پیش کیے جانے والے ابتدائی اُردو سٹیج ڈراموں میں امتیاز علی تاج کا ترجمہ کردہ کھیل میرا قاتل اب تک دستیاب پہلا کھیل ہے۔ جس کی ہدایات صفدر میر نے دی تھیں۔ نعیم طاہر نے اپنے ایک مضمون میں اس ڈرامے کے متعلق ذکر کیا ہے کہ :

”تاج صاحب آرٹس کونسل میں یک بابی کھیل باکس اینڈ کوکس اور میرا قاتل پیش کرنا چاہتے تھے۔ یہ دونوں کھیل ۱۹۵۷ء کو فروری میں ہوئے۔ میرا قاتل صفدر میر صاحب نے ڈائریکٹ کیا اور کوکس اینڈ بوکس تاج صاحب نے“۔۳؎

سیّد امتیاز علی تاج اور صفدر میر جب یہ کھیل پیش کر رہے تھے تو اس وقت الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں اسٹیج کے علاوہ تھیٹر کی دیگر بنیادی ضروریات بھی دستیاب نہیں تھیں۔ اسٹیج مختصر سا تھا۔ ناظرین کے لیے بیٹھنے کی گنجائش بہت کم تھی۔ سیٹ کی تزئین و آرائش کا سامان نہیں تھا۔ لیکن ان لوگوں میں ایک جوش و جذبہ اور جنون تھا کہ کھیل پیش کیا جائے۔ اس لیے انھوں نے الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں پیش کرنے کے لیے ایسے کھیلوں کو منتخب کیا جن پر کم سامانی میں بھی کچھ اچھا پیش کیا جا سکے۔ اس وقت کی تھیٹر کی بے سروسامانی کا ذکر کرتے ہوئے صفدر میر لکھتے ہیں کہ :

”جسٹس رحمان نے مجھے کہا کہ آرٹس کونسل میں کوئی کھیل کرو۔ میں نے امتیاز علی تاج کا ترجمہ شدہ کھیل ”میرا قاتل“ پیش کیا۔ اس وقت الحمرا ہال کی حالت بہت خراب تھی اور یہ تھیٹر کے لیے بالکل موزوں نہ تھا۔ نہ تو یہاں Files تھیں، نہ Flats اور نہ ہی روشنی کا کوئی مناسب انتظام۔ میں نے بڑی محنت سے اس ہال کو تھیٹر کے لیے تیار کیا۔ اس طرح کھیل میرا قاتلالحمرا میں پیش کیا گیا“۔۴؎

صفدر میر نے اس تحریر میں اسٹیج پر استعمال ہونے والے سیٹ کی دو اصطلاحات Files اور Flats)۵؎ (کا ذکر کیا ہے۔ ان اصطلاحات کا تعلق سیٹ بنانے کی لکڑی تختوں اور رنگ و روغن وغیرہ ہے۔ یعنی کسی عمارت کا منظر پیش کرنا ہو جس میں کمرے، دروازے، کھڑکیاں، ان پر رنگ و روغن کرنا، بیل بوٹے، سینریاں وغیرہ کا استعمال۔ الحمرا لاہور آرٹس کونسل کے پاس شروع میں نہ تو سیٹ بنانے والے ماہرین تھے نہ ہی اتنا بجٹ تھا کہ آسانی سے ماہرین کو معاوضہ دے کر سامان خرید کر سیٹ تعمیر کیے جا سکتے۔ اس لیے اس دور میں مختصر سا اسٹیج تھا۔ جس پر سادگی کے ساتھ کم خرچ پر سیٹ بنا لیا جاتا تھا۔

میرا قاتل ایک فرانسیسی ڈرامہ نگار لوسین چینٹل (Lucien Chantel) کا یک بابی کھیل ہے۔ لوسین چینٹل کے حالات زندگی اور اس ڈرامے ”who Killed me“ کا فرانسیسی یا انگریزی ترجمہ شدہ متن دستیاب نہیں ہو سکا۔ انٹرنیٹ اس دور میں ایسی معلومات کی فراہمی میں ایک اہم ذریعہ ہے لیکن انٹرنیٹ پر بھی اس ڈرامہ نگار یا ڈرامے کے بارے میں کوئی تسلی بخش معلومات نہیں مل سکی۔ سوائے دو حوالوں کے، پہلا حوالہ ”

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"Australian WEA Studio Theatre" کی ویب سائٹ پر ہے۔اس سٹوڈیو تھیٹر کے تحت پیش کیے جانے والے ڈراموں کی فہرست میں درج ہے کہ "who killed me by Lucien Chantel" ۲۶نومبر ۱۹۵۰ء میں اسٹریلیا پیش کیا گیا تھا۔(۶)دوسرا حوالہ "Ottawa Little Theatre company" کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔یہ تھیٹر کمپنی مختلف ممالک میں گھوم پھر کر مختلف کھیل پیش کرتی تھی۔۱۹۰۰ء سے یہ تھیٹریکل کمپنی کینیڈا میں اپنی ڈرامائی سرگرمیاں پیش کر رہی ہے۔اس تھیٹریکل کمپنی کی ڈرامہ ہسٹری کے "سیشن نمبر ۴۱ سال ۱۹۵۴۔۱۹۵۳ء" میں ایک یک بابی ڈراموں کی ورکشاپ کا ذکر ملتا ہے۔جس میں مختلف ممالک کے ۱۵ڈرامہ نگاروں کے کھیلوں کو پیش کیا گیا ہے۔جس میں لوسین چینٹل کا ڈرامہ "who killed me" کے نام سے درج ہے۔۷

ڈاکٹر محمد سلیم ملک کے مطابق امتیاز علی تاج نے اس کھیل کو میری جان کس نے لیکے نام سے ترجمہ کر کے ریڈیو پر پیش کیا۔پھر اسی کھیل کو میرا قاتل کے نام سے الحمرا لاہور آرٹس کونسل کے سٹیج پر پیش کیا گیا۔ڈاکٹر محمد سلیم ملک اس ڈرامے کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"تاج نے اسے میری جان کس نے لی کے نام سے اُردو میں ڈھالا جو مارچ ۱۹۳۹ء کو ریڈیو لاہور سے نشر ہوا۔اس کے معاوضے کے طور پر ۵۰ روپے ادا کیے گئے۔ریڈیو کے ایک پروفارما پر درج ہے کہ یہ ۱۴۔جنوری ۱۹۴۷ء کو ریڈیو لاہور سے نشر ہوا۔جس کے عوض تاج کو ۳۰ روپے ادا کیے گئے،اس کا دورانیہ ۳۵منٹ تھا۔۔۔۔۔۔اس ڈرامے کا ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مسودہ بھی دست یاب ہوا ہے جو پوری تقطیع کے ۲۷صفحات پر مشتمل ہے۔بعد ازاں اس کھیل کا نام بدل کر میرا قاتل رکھا گیا،جو صفدر میر کے زیر ہدایات تیار ہوا اور ۱۹۵۷ء میں لاہور آرٹس کونسل کے اسٹیج پر پیش کیا گیا۔اس میں تاج کی صاحب زادی یاسمین امتیاز علی کے علاوہ خورشید شاہد اور سکندر اقبال نے اداکاری کی"۔۸

ڈاکٹر سلیم ملک کی اس تحقیق کا ماخذ ریڈیو پاکستان لاہور میں موجود امتیاز علی کا ریڈیو پر پیش کیے جانے والے کھیل میری جان کس نے لی کا مسودہ اور نعیم طاہر کا مضمون "لاہور میں تھیٹر" ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سیّد امتیاز علی تاج نے اس کھیل کو ریڈیو پر پیش کرنے کے لیے ترجمہ کیا تھا۔پھر سٹیج پر پیش کرنے کے لیے اس کے سکرپٹ میں کچھ ترمیم و اضافہ ضرور کیا ہوگا۔لیکن سٹیج کے لیے لکھا ہوا سکرپٹ دستیاب نہیں ہو سکا۔جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا کہ ریڈیو کے سکرپٹ میں کیا کیا تبدیلی کی گئی۔ان تبدیلیوں سے ریڈیو کے سکرپٹ کا مکمل طور پر تبدیل ہو جانے کا امکان تو نہیں ہو سکتا۔اس لیے اس کھیل کا مطالعہ پیش کرنے کے لیے صرف محمد سلیم ملک کا فراہم کردہ ریڈیو سے نشر ہونے والا متن ہی دستیاب ہو سکا ہے۔لہٰذا اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

انیسویں صدی میں یک بابی سٹیج ڈراموں کا رواج یورپ کے علاوہ ہندوستان میں بھی میں بڑی تیزی سے ہوا۔اُردو میں بھی ریڈیو کے لیے یک بابی ڈرامے لکھے جانے لگے۔جس سے یک بابی ڈراموں کو بہت مقبولیت ہوئی۔بہت سے ڈرامہ نگاروں نے ایک ایکٹ کے ڈرامے لکھنے شروع کر دیے۔آہستہ آہستہ ریڈیو ڈرامہ اور سٹیج ڈرامہ کا تکنیکی فرق بھی مدہم پڑ گیا۔بعض لکھنے والے دونوں کو ایک ہی سمجھنے لگے۔یورپ میں یک بابی ڈرامہ اسٹیج اور ریڈیو پر پیش کیے جانے کے علاوہ شائع بھی کیے جانے لگے تھے۔ایک ایکٹ کا ڈرامہ لکھنے میں تو بہت آسان لگتا ہے۔لیکن مختصر وقت میں کھیل کو سٹیج پر کامیاب بنانا بہت مشکل مرحلہ ہے۔امتیاز علی تاج اسٹیج اور ریڈیو کے سکرپٹ کا فنی فرق بخوبی سمجھتے تھے۔انھوں نے اس ڈرامے کو ریڈیو کے لیے پیش کیا بعدمیں اسٹیج کی ضرورت کے پیش نظر لازماً اس کھیل میں ترمیم و اضافہ کر کے اسے صفدر میر کے حوالے کیا ہو گا۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سیّد امتیاز علی تاج کے ڈرامے میرا قاتل میں معاشرے کے ایسے افراد پر بھرپور طنز ہے جو دولت کے پجاری ہیں۔ اس میں مقامی گورنمنٹ اور انتظامیہ پر طنز بھی کیا گیا ہے جہاں بدترین حالات کی وجہ سے نوجوان خودکشی کرتے ہیں۔ اس مختصر ڈرامے میں مفلسی، غربت اور تنگ دستی میں گھرے انسانوں کے ہجوم کے المیے کو پیش کیا گیا ہے جس کی ایک مثال ہرچرن ہے۔

اس طنزیہ کھیل میں کرداروں کے خارجی تصادم سے زیادہ داخلی تصادم نظر آتا ہے۔ یہ کردار خارجی حالات سے پیدا ہونے والی صورت حال کی وجہ سے داخلی کرب میں مبتلا ہیں۔ شانتا اور ہرچرن کی ماں اور ہرچرن کا دوست سب داخلی تصادم کا شکار ہیں۔ ڈرامے میں وقت ایک تسلسل کے ساتھ پیش ہوا ہے ہرچرن کی موت کا ایک واقعہ ہوا ہے۔

اس کھیل کا پلاٹ سادہ ہے۔ ایک جوان ہرچرن اپنے سر میں گولی مار کر خودکشی کرلیتا ہے۔ پولیس کے دو اہل کار اس کی لاش کو تھانے میں لے آتے ہیں ۔ پولیس کا ایک آفیسر ہرچرن کی ماں دیوکی، دوست کیشب اور ہرچرن کی محبوبہ شانتا سے تفتیش کرتا ہے کہ اسے قتل کیا گیا۔ اس کا قاتل کون ہے؟ آخر میں ثابت ہوجاتا ہے کہ ہرچرن نے خودکشی کی ہے۔

اس کھیل میں شانتا کا کردار بہت جاندار ہے۔ ہرچرن کے کردار کے بارے میں تمام معلومات شانتا کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں۔ ہرن چند جو پڑھا لکھا نوجوان ہے۔ اس کا باپ مرگیا ہے۔ ایک بوڑھی ماں اس کا واحد سہارا ہے۔ ہرچرن کی اپنی جائز خواہشات اور ضروریات ہیں جنہیں وہ پورا کرنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس مال و زر نہیں نہ ہی کوئی ملازمت ہے۔ انہی پریشانیوں میں وہ ایک دن اپنی ماں سے ناراض ہوکر اپنے کسی کاروباری دوست کے پاس مالی امداد کی غرض سے جاتا ہے مگر وہاں سے مایوس ہوکر اپنے ایک کلاس فیلو کے گھر قیام کرتا ہے۔ کلاس فیلو کی بہن شانتا سے اسے محبت ہوجاتی ہے۔ شانتا بھی اسے چاہتی ہے لیکن بدقسمتی سے وہ بھی مفلسی کی ماری ہوئی ہے۔ زندگی سے تنگ آکر ہرچرن خودکشی کرکے اس دنیا سے الگ ہوجاتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے دوست کو بھی رنج ہوتا ہے اور وہ بھی افسوس کرتا ہے کہ اپنے دوست کی مدد کیوں نہیں کرسکا۔ شانتا ایک طرف ہرچرن سے محبت کرتی ہے۔ اسے زندہ دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہے۔ لیکن غربت اور مفلسی سے مرتے ہوئے ہرچرن کو نجات دلانے کے لیے اسے بھی موت کے سوا کوئی رستہ نظر نہیں آتا ہے۔ اس لیے وہ یہ جانتی ہے کہ ہرچرن خودکشی کرنے جارہا ہے وہ اسے نہیں روکتی تاکہ یہ زندگی سے آزاد ہوجائیں اور اس کو سکون مل جائے۔

امتیاز علی تاج نے اس ڈرامے کو مقامیت سے بھرپور رنگا ہے اور بڑے تخلیقی انداز میں اس ڈرامے کو اُردو زبان کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اس ڈرامے کے سب سے طویل مکالمات بھی اس قدر جاندار اور پرتاثیر ہیں کہ اپنی طوالت کے باوجود وہ بھاری اور بوجھل نہیں لگتے بلکہ ان میں مسلسل دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ مثلاً کچھ مکالمے ملاحظہ کیجیے:

افسر: آپ نے چلا جانے دیا؟

شانتا: اس لیے کہ جتنی محبت انھیں مجھ سے تھی۔ اس سے زیادہ مجھے ان سے تھی۔ (مدھم آواز میں) میں جانتی تھی۔ وہ آج شام جاکر شاید واپس نہ آئیں گے۔ ہمارے گھر میں آج کچھ بھی باقی نہ تھا۔ ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ رہی تھی۔

دیوکی: (جیسے شانتا کی گونج ہو) پھوٹی کوڑی بھی نہ رہی تھی۔

شانتا: سُنیے۔ میں نے نوکری کرکے جو کچھ کمایا تھا، وہ ختم ہوگیا تھا۔ میرے بھائی کو بھی ابھی کام نہ ملا تھا۔ وہ اس وقت بھی کام کی تلاش میں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پھر رہاہے۔ ہرچرن کو اس کا علم تھا۔

دیوکی: تم نے اُسے چلا جانے دیا؟ تم کو بھی خوف تھا؟

شانتا: نہیں۔ مجھے عمر بھر سوائے غریبی کے اور کچھ دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور مجھے اس کی عادت پڑ چکی تھی، مگر مفلسی سے لڑنے کے لیے وہ کم زور بھی تھا۔ بے ہتھیار بھی۔ مفلسی اُس کی بہت بری گت بنا سکتی تھی۔ بدنصیب نوجوان۔

دیوکی: (کرب سے) بس اِس لیے؟

شانتا: شام کو ہم دنوں، دیر سے، چپ چاپ، گھر کے دروازے میں کھڑے تھے لیکن خاموشی میں اتنا بول رہے تھے کہ اور نہ بول سکتے تھے۔ آخر انھوں نے مجھے سر پھیر کر دیکھا۔ دیکھا اور دیکھتے رہے۔ چپ رہے، مگر بولتے رہے اور پھر مسکرا دیے اور کہا: "تو رخصت"۔ رخصت میں پہلی بار انھوں نے میری پیشانی چوم لی اور مجھے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کی جیب کا پستول میں نے
چبھتا ہوا محسوس کیا۔ اچانک بادلوں میں سے چاند نکل آیا۔ چھوٹے سے ویران آنگن میں ایک مدھم سی روشنی پھیل گئی۔ میرے دل نے کہا: کیا یہ ممکن ہے کہ ہرچرن مرنے جارہا ہے؟ وہ اس روشنی کے خوب صورت دُھند کو چھوڑ کر کیوں کر جا سکتا ہے؟ میں نے کہنا چاہا: "نہ جاؤ"، لیکن اسی وقت چاند پھر بادلوں میں چھپ گیا۔ گلی میں، سامنے کے مکان کے اندر، مجھے غریبی نظر آئی۔ بھیانک اور ہیبت ناک۔ دو دبلے پتلے گھلے ہوئے انسان ایک ٹوٹے ہوئے دیے کی ناتواں روشنی میں بیٹھے تھے اور اپنے سامنے کہیں دور تک
رہے تھے۔ اُن کے ہر طرف مفلسی اور دکھ تھا اور ایک ایسی شے نے انھیں گھیر رکھا تھا، جس کے لیے دنیا کی کسی زبان میں کوئی لفظ موجود نہیں۔ میں نے انھیں دیکھا اور کہا: "یہ حالت نہیں۔ یہ حالت نہیں"۔ اور میں نے ہرچرن کو گھر سے چلا جانے دیا۔ ہاں۔ میں نے انھیں گھر سے باہر کر دیا___ آپ میں سے کوئی اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے۔ اُن کی جان میں نے لی ہے۔ میں نے؛ اور میں گرفتار ہونے کے لیے حاضر ہوں۔9

ان طویل مکالمات میں پورے کھیل کی روح سمائی ہوئی ہے۔ سید امتیاز علی تاج نے اس تخلیقی ترجمے میں نثر کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ مکالمات مفلسی اور غربت سے ڈسے انسانوں کے بے گوروکفن مردہ، بے ترتیبی سے بکھرے پڑے جسموں کے ظاہری اور باطنی حالات وواقعات کو دردانگیز انداز میں پیش کرتے ہیں۔ شانتا کی کرب ناک گفتگو معاشرے کے بے رحم انسانوں کے مظالم کی داستان ہے۔ جس میں معاشرے کی بے رحمی، بے حسی اور گھُٹن کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کھیل میں شانتا کا کردار رات میں چاند کی روشنی کی مانند ہے جو رات کی تاریکی کو تو ختم نہیں کر سکتی مگر روشنی کا احساس ضروری دلاتی ہے جس سے رات کی ویرانی اور وحشت کم پڑ جاتی ہے۔ شانتا خود مفلس ہے لیکن جو کچھ اور جتنے دن تک ہو سکتا ہے وہ ہرچرن کی مدد کرتی ہے۔ ہرچرن کے پاس زندگی کی صرف آخری امید شانتا تھی لیکن جب اس کے گھر میں بھی فاقوں نے ڈھیر ڈال لیے تو اسے زندگی کو الوادع کہنا پڑا اور اس نے خودکشی کر لی۔

اس کھیل میں تھانے کے ایک کمرہ کا سیٹ لگایا گیا ہے۔ جس میں دو دروازے ہیں۔ ایک میز اور دو کرسیاں ہیں۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس طنزیہ کھیل کا مختصر پلاٹ بہت جامع ہے۔ کردار نگاری اور مکالمہ نگاری بہت عمدہ ہے۔ زبان وبیان میں ایک تخلیقی رنگ نظر آتا ہے۔ الحمرا لاہور آرٹس کونسل اس حوالے سے خوش نصیب ہے کہ ابتدائی دور میں ایسے عمدہ کھیل پیش کرنے والے لوگ ملے جنھوں نے یہاں اُردو سٹیج ڈرامے کی ایک شاندار اور جاندار روایت کا آغاز کیا ہے۔

امتیاز علی تاج کا دوسرا کھیل باکس اور کاکس انگریزی ڈرامہ نگار جان مادیسون مورٹن (John Maddison Morton) کے فارس "(Cox and Box" کا آزاد ترجمہ ہے۔ جے۔ ایم۔ مارٹن ۳ جنوری ۱۸۱۱ء میں یو۔کے (United Kingdom) میں پیدا ہوئے اور ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کو وفات پائی۔ Cox and Box ان کا پہلا کھیل ہے جو انھوں نے ۱۸۴۷ء میں لکھا۔ یہ کھیل پہلی مرتبہ یکم نومبر ۱۸۴۷ء میں لائسم تھیٹر لندن (Lyceum Theatre London) نے پیش کیا تھا۔ جے۔ ایم۔ مارٹن کو انگریزی ادب میں یک بابی کھیل طنزیہ فارس اور کامک لکھنے کے حوالے سے مقبولیت حاصل ہے۔ اس کھیل کو انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ دنیا میں کئی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے اور بہت سے تھیٹروں نے اسے پیش کیا۔۱۰

اس مختصر دورانیے کے کھیل کو اُردو میں پہلی مرتبہ پطرس بخاری اور سید امتیاز علی تاج نے مل کر ترجمہ کیا۔ سید امتیاز علی تاج نے اپنے مضمون "گورنمنٹ کالج کا ڈرامیٹیک کلب" میں "باکس اور کاکس" کے لکھے جانے کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ان دنوں بنگال میں سیلاب آیا ہوا تھا۔ لاہور کے مختلف کالجوں کے طلبہ جی سی ڈی سی کے ساتھ مل کر گورنمنٹ کالج لاہور میں کھیل پیش کر کے اس سے حاصل ہونے والی رقم سے سیلاب زدگان کی مدد کرنا تھی۔ جی سی ڈی سی یہ سے کھیل پطرس بخاری کی تجویز پر منتخب کیا گیا۔ اس حوالے سے سیّد امتیاز علی تاج لکھتے ہیں :

"بخاری صاحب نے "باکس اور کاکس" کی نقل کی تجویز کی۔ انھوں نے اور میں نے مل کر اس کا آزاد ترجمہ کیا۔ یہ کوئی پونے گھنٹے کا کھیل ہوگا۔ کردار اس میں صرف تین ہیں۔ ایک باکس، ایک کاکس اور ذرا سا کردار مسز بونسر کا۔ کاکس کا کردار میں نے کیا۔ باکس کا بخاری صاحب نے اور مسز بونسر کا پرتھوناتھ ہون نے (جواب ساؤتھ انڈیا ریلوے میں کسی بڑے عہدے پر ہیں) سوندھی صاحب نے یہ کھیل ڈائریکٹ کیا اور اس میں خوب ظرافت کے نکتے پیدا کیے"۔۱۱

محمد سلیم ملک نے اس کھیل کا فراہم کردہ متن میں کھیل کا عنوان "بوکس اور کوکس" لکھا ہے۔ لیکن امتیاز علی تاج نے اپنے مذکورہ مضمون میں "باکس اور کاکس" لکھا ہے۔ پطرس بخاری اور سید امتیاز علی تاج نے سوندھی صاحب کی ہدایات پر اس کو کھیل کو پیش کیا۔ امتیاز علی تاج نے اپنے مذکورہ مضمون میں جی سی ڈی میں اس کھیل کو پیش کیے جانے کی تاریخ کا ذکر کہیں نہیں کیا۔ سید امتیاز علی تاج ۱۹۱۵ء میں گورنمنٹ کالج میں داخل ہوئے۔ چند سال یہاں ڈرامائی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے۔ غالباً یہ کھیل ۱۹۲۰ء کے بعد جی سی ڈی میں پیش گیا ہوگا۔ یہ کھیل بے حد کامیاب رہا اور اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس زمانے میں اس کھیل کی مقبولیت کے حوالے سے امتیاز علی تاج لکھتے ہیں :

"لیجیے صاحب باکس اینڈ کاکس شروع ہوا۔ آپ یقین مانیے، کسی کھیل میں تماشائی اتنے نہ ہنسے ہوں گے، جتنے اس کھیل میں ہنسے۔ پی۔ سی۔ چودھری نے شمار کر کے بتایا کہ پینتالیس منٹ میں اکانوے واضح قہقہے لگے ہیں۔ یہ کھیل کافی مشکل ہے۔ پینتالیس منٹ تک سٹیج پر زیادہ وقت ایک یا دو ایکٹروں کا رہنا اور لوگوں کو محظوظ کرنا، بڑا ٹیڑھا کام ہے، مگر کچھ سوندھی صاحب کی ڈائریکشن، کچھ بخاری صاحب کا اور میرا جوڑ ایسا بیٹھا کہ کالجوں کے اس مقابلے میں کیا، لاہور کے کھیلوں میں باکس اینڈ اکاکس یادگار چیز بن کر رہ گیا"۔۱۲

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سید امتیاز علی تاج نے جب اپنے ڈراموں کا مجموعہ " قرطبہ کا قاضی اور دوسرے یک بابی کھیل" شائع کیا تو "باکس اور کاکس" کو از سر نو لکھ کر اس میں شامل کیا۔ اپنی اس کتاب کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں :

"یہ کھیل جناب پطرس نے اور میں نے مل کر گورنمنٹ کالج (لاہور کے) ڈرامیٹک کلب کے لیے ترجمہ کیا تھا۔ کھیل کے بعد وہ ترجمہ تلف ہو گیا۔ پندرہ بیس سال بعد میں نے ازِ سر نو اس کھیل کا ترجمہ کیا۔ اس ترجمے میں کئی جملے پرانے ترجمے کے بھی آ گئے ہیں، جن کے لیے میں جناب پطرس کا شکر گزار ہوں"۔۱۳

پطرس بخاری اور سید امتیاز علی تاج نے اس کھیل کا جو سکرپٹ جی سی ڈی سی لاہور میں پیش کیا تھا۔ وہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ لہٰذا یہ اندازہ نہیں کیا جا سکا کہ امتیاز علی تاج نے بعد میں جب اس کھیل کو شائع کیا تو کیا ترمیم و اضافہ کیا۔ امتیاز علی تاج کا مطبوعہ متن اصل انگریزی ڈرامے سے تھوڑے بہت تصرف کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔(۱۴) جس میں ان کی تخلیقی صلاحیتیں بھی کار فرما ہیں۔

امتیاز علی تاج کی یہ کتاب ۱۹۵۶ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ ان دنوں الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں بھی کافی رونق تھی۔ گورنمنٹ کالج ڈرامیٹک کلب کے بعد اسٹیج ڈراموں کو پیش کرنے کی اہم جگہ الحمرا لاہور آرٹس کونسل تھی۔ جہاں امتیاز علی تاج، صفدر میر اور نعیم طاہر نے کھیل کو پیش کیا۔ الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں اس کھیل کے پیش کیے جانے کے والے سے نعیم طاہر نے اپنے مضمون "لاہور میں تھیٹر" میں ذکر کیا ہے کہ جی سی ڈی سی لاہور کے بعد امتیاز علی تاج نے اس کھیل کو الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں پیش کیا۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد سلیم ملک نے نعیم طاہر سے اپنی ایک ملاقات کے حوالے سے لکھا ہے کہ :

"تاج صاحب کے داماد جناب نعیم طاہر نے راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ فروری ۱۹۵۷ء میں آرٹس کونسل لاہور میں یہ دل چسپ ڈراما اسٹیج کیا گیا، جس میں میں نعیم طاہر نے بوکس اور خالد بٹ نے کوکس کے کردار ادا کیے تھے۔ اس کی ہدایات سید امتیاز علی تاج نے دی تھیں۔"۱۵

اس ڈرامے کے حوالے سے رشید عمر تھانوی کے مضمون "الحمرا میرا شریکِ حیات" کے مطابق امتیاز علی تاج کی وفات کی بعد بھی ایک بار یہ کھیل الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں پیش کیا گیا وہ لکھتے ہیں:

۱۹۸۱ء۔ ۱۹۸۲ء میں الحمرا ایک نمبر کی تکمیل ہوئی تو نعیم طاہر صاحب اور جاوید قریشی صاحب نے مجھے ہال میں روشنی کی تنصیبات کی ذمہ داری سونپی تو اس ہال میں سب سے پہلے سید امتیاز علی تاج مرحوم کے دو، ایک ایکٹ پر مشتمل کھیل کاکس اینڈ بوکس اور کمرہ نمبر ۵ پیش کیے گئے"۔۱۶

الحمرا لاہور آرٹس کونسل کے سکرپٹس روم میں اس کھیل کا مسودہ موجودہ نہیں ہے۔ راقم کے پیش نظر ڈاکٹر محمد سلیم ملک کا مرتب کردہ متن ہے۔ اس کھیل میں ڈرامہ نگار نے ہلکے پھلکے انداز میں ہنسی خوشی کی باتوں میں انسانی لالچ، ہوس، خود غرضی اور بے ایمانی پر طنز کیا ہے۔ جیسا کہ اس کھیل میں باکس اور کاکس ایک بیوہ کی جائیداد سمیٹنے کے لیے اس کے ہمدرد بن رہے ہیں۔

"باکس اور کاکس" ایک ایکٹ کا طنزیہ کھیل ہے۔ اس میں کل تین کردار ہیں۔ اس کھیل کی کہانی تین دنوں پر مشتمل ہے۔ کھیل یں وقت تسلسل کے ساتھ رواں ہے۔ ڈرامہ نگار نے باکس اور کاکس کے خارجی تصادم سے کھیل کو ابھارا ہے۔

اس کھیل کا پلاٹ سادہ مگر مضبوط ہے۔ اس کھیل کا پلاٹ یوں ہے کہ بوکس فلورا نامی ادھیڑ عمر بیوہ کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ فلورا سے بوکس کی شادی طے ہو جاتی ہے۔ لیکن عین شادی کے دن باکس محسوس کرتا ہے کہ میرا اس سے گزارا نہیں ہو سکتا اور اپنا یہ خیال فلورا پر بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ جس پر

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

فلورااس کی پٹائی کرتی ہے۔ باکس وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور روپوش ہو جاتا ہے۔ خود کو مردہ ثابت کرنے کے لیے سمندر کی طرف جاتا ہے۔ وہاں اپنے کپڑے وغیرہ کسی چٹان پر رکھ دیتا ہے۔ کپڑوں کے اندر ایک خط لکھ کے رکھ دیتا ہے کہ " فلورا یہ تمہاری جفا کا نتیجہ ہے"۔ جس سے لوگ سے سمجھ لیتے ہیں کہ وہ پانی میں ڈوب کر مر گیا ہے۔

باکس کی روپوشی کے بعد کوکس بھی بوکس کی طرح فلورا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ کوکس کی منگنی فلورا سے طے ہو جاتی ہے لیکن وہ بھی بھاگ جاتا ہے۔ کاکس اور باکس مسز بونسر کے گھر کرائے پر رہنے لگتے ہیں۔ مسز بونسر ہی اصل میں فلورا ہے۔ مسز بونسر کے گھر میں ایک کمرہ ہے۔ یہ کمرہ اُس نے کاکس اور باکس کو کرائے پر دیا ہوا ہے۔ لیکن دونوں کو یہ پتا نہیں کہ مسز بونسر نے انھیں دونوں کو ایک ہی کمرہ الگ الگ کرائے پر دیا ہوا ہے کیونکہ دن کے وقت کاکس کام پر چلا جاتا ہے اور باکس کمرے میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح رات کو بوکس کام پر چلتا ہے تو کوکس کمرے میں سوتا ہے۔ ایک دن دونوں الگ الگ مسز بونسر سے شکایت کرتے ہیں کہ کمرے سے کوئی دوسرا شخص چیزیں استعمال کرتا ہے۔ ایک دن دونوں کمرے میں اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بونسر کا راز فاش ہو جاتا ہے کہ ایک ہی کمرہ دونوں کو کرائے پر دے رکھا ہے۔ اس پر دونوں ناراض ہوتے ہیں۔ مسز بونسر کہتی ہے کہ دوسرا کمرہ تیار ہو رہا ہے۔ اس پر دونوں جھگڑتے ہیں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میں ہی اس نئے کمرے میں رہوں گا۔ اس دوران ان کی آپس میں بات چیت ہوتی ہے اور دونوں کو معلوم ہوتا ہے کہ روپوش ہونے والے دونوں شخص فلورا کے منگیتر ہیں۔

کاکس اور باکس ایک دوسرے کو فلورا سے شادی کرنے پر اکساتے ہیں۔ لیکن دونوں ہی فلورا سے شادی نہ کرنے پر بضد ہیں۔ فلورا کی طرف سے ایک خط آتا ہے۔ جس میں اس کے ڈوب مرنے کی اطلاع کے ساتھ یہ وصیت ہے کہ میرا منگیتر میری جائیداد کا وارث ہے۔ اب کوکس اور بوکس دونوں خود کو فلورا کو منگیتر ثابت کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ اس کی جائیداد کے وارث بن سکیں۔ آخر یہ طے ہوتا ہے کہ دونوں جائیداد برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پھر ایک اور خط آتا ہے۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ فلورا کے ڈوب مرنے کی اطلاع غلط ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ فلورا نے ناکس نامی شخص سے شادی کر لی ہے۔ اب دونوں خوش ہو جاتے ہیں۔ اب مسز بونسر آکر اطلاع دیتی ہے کہ نیا کمرہ تیار ہو گیا ہے۔ لیکن کوکس اور بوکس کہتے ہیں۔ اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں اسی پرانے کمرے میں آرام سے رہ سکتے ہیں۔

اس کھیل کے دونوں مرد کردار ایک ہی مسٔلہ کا شکار ہیں۔ دونوں کرداروں نے بونسر سے پیار کیا پھر جب شادی ہونے لگی تو باری باری دونوں بھاگ گئے ۔ لیکن بعد میں جب اطلاع ملی کہ خاتون مر گئی ہے اور اپنی جائیداد اپنے منگیتر کے نام کر گئی ہے تو دونوں میں دولت کی ہوس اور لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ دونوں کردار یہ چاہتے ہیں کہ بیوہ خاتون کی جائیداد حاصل کر لی جائے۔ بونسر کا کردار تھوڑی دیر کے لیے سامنے آتا ہے۔ لیکن یہ کردار بھی بہت چالاکی اور مکاری کی تصویر پیش کرتا ہے۔ جو ان دونوں کو بیوقوف بنا کر ایک ہی کمرہ دو لوگوں کو کرائے پر دے رکھا ہے۔ اس کھیل میں کردار نگاری بڑی جاندار ہے۔ کرداروں کی ظاہری شکل و صورت سے لے کر ان کے مزاج، عادات، خیال و نظریات اور باطنی کیفیات کو بڑی چابکدستی، سلیقے اور قرینے سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کردار حقیقی زندگی کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں۔ معاشرے کے ایسے افراد پر طنز کیا گیا ہے جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹ پر مبنی رشتوں کو اپناتے ہیں۔ جیسا کہ کوکس اور بوکس ویسے تو اس بیوہ خاتون سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔ اسے رشتۂ ازواج کے لیے مناسب نہیں سمجھتے، اس کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جب وصیت والا خط دیکھتے ہیں۔ جس میں لکھا ہے کہ میری ساری جائیداد کا وارث میرا منگیتر

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہے۔اب دونوں کرداروں کی خاتون کے بارے رائے تبدیل ہو جاتی ہے۔دونوں خود کو بیوہ کا منگیتر ثابت کرنے کے لیے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ان کرداروں کے اندر انگریزی تہذیب کی بجائے یہاں کی مقامی تہذیب و معاشرت نظر آتی ہے۔

سید امتیاز علی تاج نے اس کھیل کو بڑی خوبصورت سے یہاں کی تہذیب کے رنگ میں پیش کیا ہے۔جس سے کرداروں اور ماحول میں مانوسیت پیدا ہو گئی ہے۔"باکس اور کاکس"میں ترجمہ کرتے ہوئے زبان و بیان کی خوبیوں کو نظر انداز نہیں کیا۔کرداروں کے مکالمات اردو کے ساتھ خالص پنجابی الفاظ کا خوبصورتی اور بے تکلفی سے استعمال، غیر محسوس انداز میں ترجمے کو اپنے ایک تخلیقی رنگ میں رنگ دیتا ہے۔مثلاً کوکس کہتا ہے :

کوکس: یعنی پاجی نے سر کو کدو بنا کر چھوڑ دیا، حالاں کہ بار بار تاکید کی تھی کہ بال ذرا ذرا سے اور صرف پچھلے کاٹنا گدھا کہیں کا۔[17]

کاکس اور باکس کے مکالمات انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں خارجی تصادم کو بڑے دلچسپ انداز میں پیش کرتے ہیں۔مثلاً باکس اور کاکس کو جب منگیتر کے نام جائیداد کی وصیت والا خط ملتا ہے۔تو دونوں کیسے خود کو منگیتر ثابت کر رہے ملاحظہ کیجیے :

کوکس: مسٹر بوکس! آپ کی ہم دردی کا شکریہ کن لفظوں میں ادا کروں۔

بوکس: میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر وہ آپ کی منگیتر ہوتی، جب بھی آپ کو صدمہ اس سے زیادہ نہ ہوتا۔

کوکس: میری اپنی منگیتر ہوتی؟ میری منگیتر تو تھی ہی۔

بوکس: آپ کی منگیتر؟ یہ بھی اچھی رہی۔جناب ابھی ابھی نہایت معقولیت سے جواب دیا تھا کہ اُسے شادی کا پیغام پہلے میں نے دیا تھا۔

کوکس: جس کا جواب جناب نے نہایت ہوش مندانہ طور پر یہ دیا تھا کہ آپ بے وقت رحلت فرما گئے تھے۔

بوکس: میں نے یہ ہر گز نہیں کہا۔

کوکس: آپ نے کہا۔

بوکس: جائیداد میری ہے۔

کوکس: میری ہے۔

بوکس: اسے میں لوں گا۔

کوکس: میں لوں گا۔

بوکس: میں آپ پر دعویٰ کروں گا۔

کوکس: میں آپ پر کروں گا۔

بوکس: ٹھہریے۔مجھے ایک خیال آیا جائیداد کے لیے مقدمے بازی کی بجائے اگر ہم اسے تقسیم کر لیں۔

کوکس: برابر برابر؟

بوکس: برابر برابر۔بس دو تہائی میری۔

کوکس: نہایت مناسب۔بس تین چوتھائی میری۔

بوکس: یوں کام نہ چلے گا۔آدھوں آدھ۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کوکس: منظور۔لاؤہاتھ۔۱۸

اس کھیل میں سیٹ کے بھاری اخراجات نہیں ہیں۔بونسر کے کمرے کا ایک ہی سادہ سا سیٹ ہے جس پر کھیل پیش ہوا۔اس کمرے میں غریب گھروں میں استعمال ہونے والی روز مرہ کی چند چیزیں پڑی ہیں۔جن میں چائے اور کھانے پینے کے برتن،ایک بیڈ اور تھوڑے سے کپڑے وغیرہ ہیں۔

یہ کھیل الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں پیش کیے جانے والے عمدہ کھیلوں میں شمار ہوتا ہے۔اس وقت کم خرچ میں اردو سٹیج ڈرامے کی شمع روشن کرنے کے ایسے مختصر کھیلوں نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ایسے کھیلوں نے یہاں کے ناظرین کو تھیٹر کا ایک مزاج دیا۔اس کے ساتھ اُردو سٹیج ڈراموں کے طربیہ اور طنزیہ کھیلوں کو ایک پختہ روایت بھی بخشی ہے۔

امتیاز علی تاج کا تیسرا کھیل ''گونگی جورو''(نومبر ۱۹۵۷ء)۲۳ ریڈیو کے لیے ترجمہ کیا تھا۔ریڈیو پر اس کھیل کو پذیرائی حاصل ہوئی۔تو یہ کھیل الحمرا لاہور آرٹس کونسل کے سٹیج پر پیش کیا گیا۔الحمرا لاہور آرٹس کونسل لاہور کے سکرپٹس روم میں اس کا مسودہ دستیاب نہیں ہے۔اس کھیل کا متن ڈاکٹر محمد سلیم ملک نے مرتب کر کے تعارف کے ساتھ شائع کیا۔سید امتیاز علی تاج کے ترجمے کے حوالے سے ڈاکٹر محمد سلیم ملک عشرت رحمانی کے غیر مطبوعہ خط کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

''پطرس بخاری کی فرمائش پر تاج نے اس کہانی کو بعض تبدیلیوں کے ساتھ آل انڈیا ریڈیو کے لیے لکھا،جو اولاً ۸ جولائی ۱۹۳۹ء کو ریڈیو لاہور سے نشر ہوا۔اس کا دورانیہ ۴۰ منٹ کا تھا''۔۲۴

الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں یہ کھیل نومبر ۱۹۵۷ء کو پیش کیا گیا۔اس کھیل کی پیش کش اور پیش کاروں کے حوالے سے ہفت روزہ ''لیل ونہار'' کے مدیر لکھتے ہیں :

''یہ ڈراما نومبر ۱۹۵۷ء کے پہلے ہفتے میں صوفی وقار احمد کے زیر ہدایت الحمرا آرٹ سنٹر کے اسٹیج پر پیش کیا گیا،جس میں ندرت الطاف نے بیوی،خالد سعید بٹ نے جج،سکندر شاہین نے جج کا دوست،فاروق ضمیر نے ڈاکٹر اور نسیم محمود نے ملازم کے کردار ادا کیے۔ان میں سے ندرت الطاف نے پہلے گونگی اور پھر باتونی بیوی کے طور پر اثر انگیز اداکاری کی''۔۲۵

اس کھیل میں کل پانچ کردار ہیں۔جن میں جج،جج کی بیوی،جج کا دوست،ڈاکٹر اور جج کا ملازم شامل ہیں۔اس کھیل کا مختصر پلاٹ یہ ہے کہ ایک جج کسی خوبصورت مال دار گونگی خاتون سے شادی کر لیتا ہے تاکہ اس کی جائیداد لوٹ سکے۔شادی کے بعد جج گھر میں اداسی،خاموشی اور سناٹا محسوس کرتا ہے کہ اس کی جورو کچھ بولتی ہی نہیں ہے۔وہ اکتایا ہوا اور بیزار سا زندگی گزار رہا ہے۔ایک دن جج کا ایک پرانا دوست اچانک اس کے گھر آ جاتا ہے جو کسی مقدمے کی سفارش کرنے آیا ہے۔پھر شادی بیاہ کی باتیں ہوتی ہیں۔جج اپنی زندگی کا دکھ بیان کرتا ہے کہ اس کی بیوی بول نہیں سکتی۔اس لیے زندگی بے مزہ گزر رہی ہے۔جج کا دوست اُسے بتاتا ہے کہ یہاں ایک ڈاکٹر ہے،جس کے علاج سے گونگے بولنے لگتے ہیں۔جج بہت خوش ہوتا ہے اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ جلد از جلد اس ڈاکٹر کو یہاں لاؤ۔جج کا دوست ڈاکٹر کو بلا لاتا ہے۔ڈاکٹر علاج کرتا ہے۔جج کی بیوی بولنے لگتی ہے۔اس کے بولنے سے گھر میں ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔کچھ دن تو ہنسی خوشی بسر ہوتے ہیں،پھر جج اس باتونی خاتون سے تنگ آ جاتا ہے۔خاتون جج سے باتیں کرتے ہوئے بے شمار ے چھوٹے چھوٹے واقعات بیان کرتی ہے۔جج کا دوست دوبارہ آتا ہے تو جج اسے بتاتا ہے کہ میں نے تو یہ بہت غلط کیا بیوی نے تو جینا مشکل کر دیا۔تم ڈاکٹر سے بات کرو کہ اسے دوبارہ گونگی بنا دے۔دوست نے کہا ایسا تو ممکن نہیں۔

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

دوست کے جانے کے بعد جج مقدمہ لکھنا شروع کرتا ہے۔اس کی بیوی بھی آجاتی ہے۔جج کی خوب گت بناتی ہے کہ دوست کے پاس بیٹھ کے تم کیا خفیہ باتیں کررہے تھے۔ہر وقت کام کرتے رہتے ہو۔تمہاری صحت خراب ہوگئی ہے۔بیوی کی باتوں کا سلسلہ طویل ہوتا جاتا ہے۔جج پاگل ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر کو بلواتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ ابھیمیری بیوی کو گنگا کردو۔ڈاکٹر نے کہاوہ تواب دوبارہ گونگی نہیں ہوسکتی البتہ ایک اور حل ہے۔تم اپنے کانوں میں سفوف ڈلوالو جس سے تم بہرے ہو جاؤگے۔پھر تمہیں کوئی پریشانی نہیں۔جج ڈاکٹر سے سفوف ڈلوالیتا ہے اور بہرہ ہو جاتا ہے۔یہ ایک مختصر دورانیہ کا مزاحیہ کھیل ہے۔اس میں ہلکا سا طنز بھی موجود ہے۔ فصیح الدین احمد صدیقی لکھتے ہیں :

"گونگی جوروا پنے مزاج کے اعتبار سے فارس( Farce)ڈراما ہے۔عہد حاضر میں فارس کم تر درجے کی کامیڈی کے بجائے مبالغہ آمیز واقعات کا مجموعہ خیال کی جاتی ہے۔"۲۶؎

اس کھیل میں مبالغہ آمیز واقعات کی بھرمار ہے۔ڈرامہ نگار جج کے کردار کے ذریعے مجموعی طور پر ایک مثبت کردار پیش کیا ہے لیکن دو جگہ پر اس کردار کے اندر سے لالچی اور ظالم رویوں کو ظاہر کرکے اس کی شرافت کو بے نقاب کیا گیا۔مثلاًڈرامے کے آغاز میں جب جج کا دوست اسے ملنے کے لیے آیا ہوا ہے تو جج اسے بتاتا ہے کہ میں نے ایک گونگی خاتون سے شادی کرلی ہے۔جج کا دوست وجہ دریافت کرتا ہے کہ تم نے گونگی خاتون سے شادی کیوں کی تو جج بتاتا ہے :

"ایک تو سنا، خوبصورت ہے۔دوسرے معلوم ہوا کہ ساتھ جائیداد بہت سی لائے گی۔یہ کہہ کر دل کو سمجھالیا کہ معذور، اپاہج بھی کہیں نا کہیں بیاہے ہی جاتے ہیں۔تم ہی جو حوصلہ کرلو۔گونگے پن کی تلافی اس کا حسن کردے گا۔روپیا ہاتھ آہی رہا ہے۔"۲۷؎

جج نے گونگی خاتون سے اس لیے شادی کی کہ وہ خوبصورت ہے اور مالدار ہے اس سے شادی کرنے سے جائیداد ہاتھ لگ جائے گی۔جج کے کردار میں لالچی پن کی یہ ایک واحد مثال ہے اس کے علاوہ پورے کھیل میں یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ پیار محبت سے زندگی بسر کررہا ہے۔بس اس کی خواہش ہے کہ وہ بولنے لگ جائے۔اور جب وہ بولنے لگ جاتی ہے اور حد درجے کی باتونی خاتون کے روپ میں سامنے آتی ہے۔تب بھی جج صبر اور تحمل کا مظاہر کرتا ہے لیکن جب وہ مبالغہ آمیز واقعات سنانے کی انتہا کردیتی ہے تو پھر وہ چاہتا ہے کہ یہ خاموش ہی اچھی ہے اسے سخت غصے آتا ہے اور وہ ڈاکٹر کو فون کرتا ہے۔یہاں اس کے کردار کا ایک اور منفی پہلو سامنے آتا ہے۔جج فون پر ڈاکٹر سے کہتا ہے :

"ہیلو ہیلو۔کون؟ ڈاکٹر خدا بخش ہیں؟ جی ہاں میں ہوں۔آپ اسی وقت آیے۔کوئی راستے میں موٹر کے سامنے آئے تو اسے کچل ڈالیے۔میں آپ کو بری کردوں گا۔میں کچھ نہیں سن سکتا"۔۲۸؎

اس کھیل میں ایک ہی سیٹ استعمال ہوا ہے۔جس میں ڈاکٹر کے گھر کے دو منظر ہیں۔ایک میں صبح کا وقت ہے اور دوسرے میں شام کا منظر دکھایا گیا ہے ۔اس ڈرامے کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ طبع زاد ہے۔اسے تخلیقی ترجمہ کہنا چاہیے۔جس میں بڑی روانی سے زبان کا استعمال ہوا ہے۔مکالمات بہت خوبصورت ہیں۔مگر مکالمات کی طوالت اور خاتون کو باتونی ثابت کرنے کے لیے مبالغہ آمیز واقعات نے جھول پیدا کردی ہے۔اس کے مکالمات میں اگر کچھ واقعات کم کردیے جاتے تو ڈراما زیادہ جامع ہوتا۔

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

الحمرا لاہور آرٹس کونسل میں امتیاز علی تاج کے پیش کردہ ان کھیلوں میں فنی، فکری اور موضوعاتی حوالے سے بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ ایک تو یہ سب کھیل ایک ایکٹ پر مشتمل ہیں۔ ان کو ترجمہ کرنے کا مقصد اسٹیج پر پیش کرنا نہیں تھا۔ یہ ریڈیو کے لیے تیار کیے گئے تھے۔ ریڈیو پر مقبولیت کے بعد ان کو سٹیج پر پیش کرنے کا خیال آیا۔ باقاعدہ طور پر سٹیج پر پیش کرنے کے لیے نہیں لکھے گئے۔

امتیاز علی تاج شروع سے تھیٹر کے دلدادہ تھے۔ سنٹرل ماڈل سکول اور گورنمنٹ کالج لاہور میں طالب علمی کے زمانے میں تھیٹر میں عملی طور پر وابستہ رہے۔ تھیٹر اور یہاں کے ناظرین کے مزاج سے بخوبی آشنا تھے۔ ان کی ذات میں اداکاری، ہدایت کاری اور ڈرامہ نگاری رچی بسی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آرٹس کونسل کے قیام سے ان کو ایک ایسا پلیٹ فارم میسر آگیا جہاں پر یہ پاکستانی تھیٹر کے نمائندے کے طور پر اپنی خدمات پیش کر سکتے تھے ۔اس وقت الحمرا لاہور آرٹس کونسل نئی نئی وجود میں آئی تھی۔ لاہور آرٹس کونسل کے مالی حالات اس قدر خوشگوار نہیں تھے جیسے آج ہیں۔ ان حالات میں رہتے ہوئے امتیاز علی تاج پاکستانی اردو سٹیج ڈرامے کی مضبوط بنیادیں رکھ رہے تھے۔ انھوں نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایسے کھیلوں کا انتخاب کیا جو کم وقت اور کم سرمائے میں اچھی تفریح فراہم کر سکیں۔

ان کھیلوں کے اندر طنز و مزاح ہے۔ پلاٹ سادہ ہیں۔ کردار زیادہ نہیں ہیں۔ کاسٹ کے اخراجات نہیں ہیں۔ سٹیج کی تزئین و آرائش کے اخراجات نہیں ہیں۔ امتیاز علی تاج پاکستانی اردو سٹیج ڈرامے کی روایت کے اکیلے فرد ہیں۔ جو ۱۹۶۰ء سے پہلے تھیٹر کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ اور بھی کئی اہل ذوق شامل ہوتے گئے۔ لیکن ایک ایکٹ کے کھیل کی روایت کا آغاز انہیں سے ہوا اور انہیں پر ختم ہو گیا۔ امتیاز علی تاج کے کھیلوں کے علاوہ ایک ایکٹ کے کھیل الحمرا آرٹس کونسل میں پیش نہیں ہوئے۔ کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ آرٹس کونسل کی رونقیں بڑھ گئیں۔ کھیل پیش کرنے والے اور دیکھنے والے بھی بہت آ گئے۔

☆☆☆

## حواشی و حوالہ جات

۱۔ سیّد امتیاز علی تاج کی زندگی میں ان کے حسب ذیل کھیل الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں پیش کیے گئے: میرا قاتل، فروری ۱۹۵۷ء باکس اور کاکس، فروری ۱۹۵۷ء، گونگی جورو، نومبر ۱۹۵۷ء اور اف یہ بیویاں ۲۶ مئی ۱۹۶۸ئسیّد امتیاز علی تاج کی وفات کے بعد نعیم طاہر صاحب نے ان کا طبع زاد کھیل "انار کلی" کو مختصر کر کے پیش کیا۔ اس طرح تاج صاحب کے اب تک کل پانچ ڈرامے اسٹیج پر پیش ہوئے ہیں۔

۲۔ یہ مسودہ الحمرا لاہور آرٹس کونسل کی لائبریری میں موجود ہے لیکن نامکمل ہے۔ اس سکرپٹ کے صرف ۳۷ صفحات موجود ہیں جن میں ابتدائی ۱۱ صفحات اور آخری صفحات موجود نہیں ہیں۔

۳۔ INA TEN EYCK FIRKINS نے ۱۹۳۵ء میں ڈراموں کا ایک انڈیکس نیو یارک سے شائع کیا۔ اس انڈیکس میں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۴ء تک یورپ میں پیش کیے جانے والے ڈراموں کا مختصر تعارف درج کیا گیا ہے۔ اس انڈیکس میں یوسین چینٹل کے ڈرامہ کے متعلق درج ہے:

"Chantel, Lucien Who killed me? (Qui m'a tue?) Psychological. 1 act, In Vernon, V. and F. eds. Modern one-act plays from the French."(Index to Plays SUPPLEMENT COMPILED BY INA TEN

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

EYCK FIRKINS, NEW YORK, Published, Printed in the United States of America, September 1935.page No 14) اسی طرح لائبریری آف کانگرس کے ایک مطبوعہ کیٹالاگ ۱۹۳۴ء کے اندر ۱۹۳۳ء کے ڈراموں کی فہرست میں اس ڈرامے کے بارے میں درج ہے:

"Qui m'a tue?..... Piece en 1 acte de L. Chantel .Besangon, Doubs, France, 457."

.(Library of Congress. Copyright Office," Copyright Records - Dramatic Compositions and Motion Pictures", Catalog of Copyright Entries Vol 6 Pt 1, U.S. Govt. Print. Off, 1934. Page 20))

۴۔ نعیم طاہر، لاہور میں تھیٹر، مشمولہ: مجلہ قند، ڈرامہ نمبر، شمارہ۔ ۴۔ ۳(مردان: اشاعتِ خاص، ۱۹۶۱ء)، ص: ۲۴۴

۵۔ صفدر میر، بحوالہ، لاہور میں اُردو تھیٹر کی روایت اور ارتقا (قیامِ پاکستان کے بعد)، محمد سلمان بھٹی، مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اُردو)، غیر مطبوعہ، جی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۳، ص: ۶۰

۶۔ Files (woodworking) ۔

Flats (Flats pieces of theatrical scenery which are painted and positioned on stage so as to give the appearance of buildings or other background.)

(http://en.wikipedia.org/wiki/Flat)

۷۔ http://www.ausstage.edu.au/pages/organisation/30711

۸۔ http://www.ottawalittletheatre.com/~oltweb/wp/plays-1913-today/

۹۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، مرتبہ، ”سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے“، لاہور: ادارہ تالیف و ترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، جون ۲۰۰۶ء، ص: ۳۵

۱۰۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، مرتبہ، ”سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے“، ایضاً۔۔۔ایضاً، ص: ۳۲۷۔۳۲۸

۱۱۔ http://en.wikipedia.org/wiki/John Maddison Morton

۱۲۔ تاج، سیّد امتیاز علی، گورنمنٹ کالج کا ڈرامیٹک کلب، مشمولہ مجلہ راوی، جلد نمبر ۴۷، شمارہ نمبر ۳، (لاہور: گورنمنٹ کالج، اپریل ۱۹۵۴ء)، ص: ۱۲۷

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۲۷

۱۴۔ تاج، سیّد امتیاز علی، قرطبہ کا قاضی اور دوسرے یک بابی کھیل، (لاہور: دارالاشاعت پنجاب، ۱۹۵۶ء)، ص: ۳۰

۱۵۔ http://www.royalengineers.ca/BoxandCox02.html اس ویب سائٹ پر ”باکس اینڈ کوکس“ کا مطبوعہ (۱۸۴۷ء یو۔ کے)، انگریزی متن موجود ہے۔ میں نے انگریزی متن سے امتیاز علی تاج کے اردو متن کو ملا کے دیکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ تاج صاحب نے تھوڑے بہت تصرف کے ساتھ اس کھیل کو انگریزی سے اُردو زبان میں ڈھالا ہے۔

۱۶۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، ص: ۲۱

۱۷۔ رشید عمر تھانوی، الحمرا میرا شریک حیات، مشمولہ؛ الحمرا (لاہور آرٹس کونسل) کے پچاس برس پر ایک طائرانہ نظر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء)، ص: ۲۶

۱۸۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، مرتبہ، سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، ص: ۱۲۵

۱۸۔ بحوالہ: ڈاکٹر محمد سلیم ملک، مرتبہ، سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، ص: ۱۵۷۔۱۵۸

۱۹۔ سیّد امتیاز علی تاج سے پہلے اس کھیل کو نور الٰہی محمد نے چپ کی داد کے نام سے ماہ نامہ ہمایوں، (لاہور، دسمبر ۱۹۲۸ء) میں شائع کیا تھا۔ اُن کے بعد اُردو میں دوسرا ترجمہ پطرس بخاری نے گونگی جورو کے نام سے کیا جو ہفت روزہ تہذیب نسواں، (لاہور: ۷ ستمبر ۱۹۲۹ء) میں شائع ہوا۔ اس کے بعد پطرس بخاری کا یہی ترجمہ دوبارہ رسالہ نقوش کے (پطرس نمبر) ستمبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔ پطرس نے اس قصے کو قدیم رومن تھیٹر کا المیہ قرار دیا ہے۔ جسے فرانسیسی مصنف رابیلے (François Rabelais) نے فرانسیسی میں منتقل کیا۔ رابیلے فرانس کے شہر چی نون (Chinon) میں ۱۴۸۴ء اور ۱۴۹۴ء کے درمیان پیدا ہوا اور پیرس میں ۱۵۵۳ء کو وفات پائی۔ اس قصے کے اختتام پر شوہر اپنی بیوی کو قتل کر کے بعد میں خود کشی کر لیتا ہے۔ اس کے بعد اناطول (Anatole France) نے اس قصے کو فرانسیسی میں لکھا۔ اناطول ۱۶ اپریل ۱۸۴۴ء میں فرانس میں پیدا ہوا اور ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو وفات پائی۔ اناطول شاعر، صحافی اور ناول نگار تھا۔ ۱۹۲۱ء میں اسے لٹریچر پر نوبل پرائز ملا۔ اناطول کے قصے کا ماخذ رابیلے کا قصہ ہی تھا۔ لیکن اناطول نے اس المیہ کو طربیہ میں بدل دیا۔ اس کھیل کے پہلے قصے کے اختتام پر جج اپنی بیوی کو قتل کر کے بعد میں خود بھی خود کشی کر لیتا ہے لیکن اناطول نے اس قصے میں ڈرامائی رنگ بھر کر پیش کیا جج نے بیوی کو قتل کرنے کے بجائے اپنے کانوں میں سفوف ڈلوا کر خود کو بہرہ کر لیا۔ اس طرح قصے میں ڈرامائی رنگ نمایاں ہو گیا۔ فرانسیسی کے اس طربیہ قصے کو ایشلے ڈیوکس (Ashley Dukes) نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ ایشلے ڈیوکس ۲۹ مئی ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوا اور ۴ مئی ۱۹۵۹ء کو وفات پائی۔ یہ انگریزی ڈرامہ نگار تھا۔ اس نے "dume wife cheapside" کے نام سے ڈرامائی شکل میں ۱۹۳۳ء کے آس پاس پیش کیا۔ اسی زمانے میں اس نے لندن میں "The Mercury Theatre" کی بنیاد رکھی۔ جس میں یہ کھیل کئی بار پیش ہوا۔ اس کھیل کو بہت شہرت ملی بعد میں جارج ایف وئیر (George Frederick WEAR) نے بھی اس کھیل کو اسی نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ لاہور آکسفرڈ یونیورسٹی پریس (Oxford University Press) نے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔ ڈاکٹر محمد سلیم ملک نے اس کھیل کے ماخذ کے حوالے سے نہیں بتایا کہ امتیاز علی تاج کے پیش نظر اس کھیل کا کون سا انگریزی متن تھا۔ بہر حال یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے ترجمہ کرتے ہوئے ان کے پیش نظر اردو ترجمہ نور الٰہی عمر محمد کا چپ کی داد (دسمبر ۱۹۲۸ء) اور پطرس بخاری کا ترجمہ گونگی جورو (۷ ستمبر ۱۹۲۹ء) کے متن ضرور ہوں گے۔ سیّد امتیاز علی تاج نے ریڈیو کے لیے اس کھیل کا ترجمہ ۱۹۳۹ء میں کیا تھا۔

۲۰۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، مرتبہ، سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، ص: ۳۹

۲۱۔ مدیر، الحمرا میں پیسا اور گونگی جورو، مشمولہ؛؛ ہفت روزہ لیل و نہار، (لاہور، ۱۰۔ نومبر ۱۹۵۷ء)، ص: ۴۵

۲۲۔ صدیقی، فصیح الدین احمد، اردو کے یک بابی ڈراما، جلد سوئم، (بمبئی: ادارہ ادب اُردو، ۱۹۹۳ء)، ص: ۲۴۱

۲۳۔ تاج، سیّد امتیاز علی، گونگی جورو، مشمولہ، امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، مرتبہ، ڈاکٹر محمد سلیم ملک، ص: ۳۵۴

۲۴۔ تاج، سیّد امتیاز علی، گونگی جورو، ایضاً۔۔۔۔ ایضاً، ص: ۳۵۶

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

## مآخذ:


۱۔ تاج، سیّد امتیاز علی، قرطبہ کا قاضی اور دوسرے یک بابی کھیل، لاہور: دارالاشاعت پنجاب، ۱۹۵۶ء

۲۔ تہذیب نسواں، ہفت روزہ، لاہور: ۷ ستمبر ۱۹۲۹ء

۳۔ سلیم ملک، ڈاکٹر محمد، مرتبہ، سیّد امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، جون ۲۰۰۶ء

۴۔ صدیقی، فصیح الدین احمد، اردو کے یک بابی ڈراما، جلد سوئم، بمبئی: ادارہ ادب اُردو، ۱۹۹۳ء

۵۔ لیل ونہار، ؛ ہفت روزہ، لاہور، ۱۰۔ نومبر ۱۹۵۷ء

۶۔ مجلہ قند، ڈرامہ نمبر، شمارہ۔۴۔۳ (مردان: اشاعتِ خاص، ۱۹۶۱ء )

۷۔ بھٹی، محمد سلمان، لاہور میں اُردو تھیٹر کی روایت اور ارتقا، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اُردو، لاہور: جی یونیورسٹی، ۲۰۱۳ء

۸۔ نقوش (پطرس نمبر)، لاہور: ستمبر ۱۹۵۹

۸۔ ہمایوں، ماہ نامہ، لاہور، دسمبر ۱۹۲۸ء

9.Index to Plays SUPPLEMENT COMPILED BY INA TEN EYCK FIRKINS, NEW YORK, Published, Printed in the United States of America, September 1935

10." Copyright Records – Dramatic Compositions and Motion Pictures", Catalog of Copyright Entries Vol 6 Pt 1, U.S. Govt. Print. Off, 1934. Page 20

11.http://en.wikipedia.org/wiki/Flat

12.http://www.ausstage.edu.au/pages/organisation/30711

13.http://www.ottawalittletheatre.com/~oltweb/wp/plays-1913-today/

14.http://en.wikipedia.org/wiki/John Maddison Morton

15.http://www.royalengineers.ca/BoxandCox02.html